ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

سجاد حیدر یلدرم: رومانیت و حقیقت پسندی کا حسین امتزاج

ڈاکٹر طارق بن عمر
انچارج شعبہ اردو،
اسسٹنٹ پروفیسر،
شعبہ اردو، جامعہ شاہ عبداللطیف، خیرپور۔

Abstract: Sajjad Haider Yaldaram's character appears to meet the demands of the modern era. In his short stories, he adeptly reflects social, societal, and political conditions, providing a comprehensive portrayal of both the internal and external dimensions of humanity. He explores the feelings and emotions associated with human happiness, while profoundly sensing the nuances of romanticism. His work demonstrates enlightenment and a keen understanding of the issues of his time, paving the way for a new form of construction in literature.

تلخیص: سجاد حیدر یلدرم کی شخصیت نئے دور کے تقاضوں کو پورا کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اپنے افسانوں میں سماجی، معاشرتی اور سیاسی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے افسانوں میں مکمل عکاسی کی، انسان کے اندر موجود داخلی و خارجی پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ انسانی خوشی کے احساسات و جذبات کو سمجھا۔ رومانیت کو شدت سے محسوس کیا۔ روشن خیالی اور اپنے عہد کے مسائل کو سمجھا۔ ایک نئی تعمیر کو ممکن بنایا۔

کلیدی الفاظ: یلدرم، نئے دور، سماجی، حالات، رومانیت۔

سجاد حیدر یلدرم کا زمانہ سیاسی، معاشی اور معاشرتی طور پر زبردست تبدیلی کا زمانہ تھا، جہاں ایک طرف دنیا میں قوموں کی عروج و زوال کی کہانی دہرائی جا رہی تھیں، تو وہیں پر برصغیر پاک و ہند میں بھی تبدیلیاں برپا تھیں۔ جہاں ایک طرف ایک نیا نظام تبدیلیوں کا باعث بن رہا تھا، تو دوسری طرف مغربی تہذیب اور تمدن کی یلغار نے ہندوستانی معاشرے کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ نئے علوم و فنون نے ذہنوں پر گہرا اثر ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ اِسی معاشرتی کشمکش میں یلدرم کے ذہن نے جہاں ایک طرف ان تبدیلیوں کو کھُلے دل سے قبول کیا وہیں پر معاشرتی روایات کی حامل رومانیت کو بھی اسی تناظر میں دیکھا۔ مشرقی و مغربی تہذیب کے میلاپ نے جدید تعلیم یافتہ لیکن ایک بلند اخلاق کے حامل کردار کو پیدا کیا۔

ڈاکٹر محمد عالم خان فرماتے ہیں:

"ایک فطرت پرست ہونے کے ناطے سے یلدرم کی زندگی اور ادب میں ہر جگہ حُسن نظر آتا ہے۔ وہ عورت کو اس کی فطرت کا حق دلانے کے لیے جو فنی اسلوب اختیار کرتے ہیں، وہ بہت لطیف اور خوشگوار ہے اور طبیعت پر گراں نہیں گزرتا۔"[1]

سجاد حیدر یلدرم کی شخصیت میں جو محبت اور خلوص کا جذبہ تھا، اس کی ایک بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک اچھے ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے انسان بھی تھے۔ جدید تقاضوں کو سمجھتے تھے، اور اِس بات کی کوشش کرتے تھے کہ دوسرے افراد بھی نئے دور کی نئی سوچ کو اپنا لیں۔ لیکن ساتھ ساتھ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ حیا و شرافت کا دامن آدمی نہ چھوڑے۔ رومان پرست تھے، لیکن جانتے تھے کہ اس راہ کا آدمی مشکلات کا ضرور شکار ہوتا ہے۔ "گلستان"، "خارستان"، "شیرازہ" اور "ازدواجِ محبت" میں انھوں نے اسی بات کی جانب اشارہ کیا ہے۔ تہذیب و اقدار کا بہت خیال رکھتے تھے، یہ صحیح ہے کہ مذہب سے ذرا لاتعلق ہی رہے، لیکن شائستگی کا پہلو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ "مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ"، "غربت و وطن"، "چڑیا چڑے کی کہانی" اس شائستگی کا مظہر ہیں۔

"میں اپنے مکان پر ایک مضمون لکھنے جا رہا ہوں، مگر خبر نہیں کہ مجھے ذرا سا بھی وقت ایسا ملے گا کہ میں تخلیے میں اپنے خیالات جمع کر سکوں اور انہیں اطمینان سے قلم بند کر سکوں، کیا یہ فقیر دن دہاڑے اپنا روپیہ لے جا سکتا ہے اور اُس کا کوئی دوست راستہ میں نہیں ملے اور یہ کہے گا، بھائی جان! دیکھو پرانی دوستی کا واسطہ دیتا ہوں، مجھے اِس وقت ضرورت ہے، تھوڑا سا روپیہ قرض دو۔"[2]

خود اعتمادی کی دولت سے مالا مال تھے، کوشش کرتے تھے، کہ ان کی ذات سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، سجاد حیدر یلدرم یہ چاہتے تھے کہ بدلتے ہوئے وقت کے لحاظ سے، عورتوں کو بھی بدلنا چاہیئے، اوراس کے لیے وہ ایک حد تک عورت کو آزادی دینے کے قائل بھی تھے۔ غرض جب ایک تعلیم یافتہ شخص یلدرم کو اپنی انفرادی شخصیت میں طاقت کا احساس ہوا تو اس نے نئے ولولوں اور نئے جذبوں کے ساتھ بلند حوصلے سے ایک ایسے معاشرے میں جگہ بنائی، جہاں افراد حقیقتوں سے سامنا کرتے ہوئے کتراتے تھے۔

ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

> "یلدرم رجحان ساز نہ تھے، انہیں زیادہ سے زیادہ اہلِ قلم کے اِس گروہ میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ جو کسی بھی صنف کے زبان میں جڑ پکڑنے کے سلسلے میں وہی کام کرتے ہیں، جو فصل کے لیے کھاد! یہ ہراول دستہ ہوتا ہے جو فاتحین کے لیے راہ ہموار کرتا ہے، لیکن قلعہ پر فتح کا جھنڈا گاڑنا مقدر میں نہیں ہوتا۔"[3]

فطرت پرستی نے روحانیت پرستی کو جلا بخشی اور یوں جذبۂ محبت کے تعلقات کو ایک نئے رنگ میں پیش کیا۔ کیوں کہ آپ جانتے تھے کہ ہمارا خاص طور ہندوستانی معاشرہ اس رنگ کو قبول نہیں کرے گا، اس لیے یلدرم نے محبت جیسے جذبے کو بڑے دلکش انداز میں مغربی [ترکیہ] فضا میں پیش کیا۔ اِس طرح ہمیں اور ہمارے معاشرے کو رومان اور زندگی کے حقائق کا ایک حسین امتزاج ملا۔ رومانیت کا عنصر سب سے زیادہ جذبات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لیے یلدرم نے اسے اپنے دائرے میں رکھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ بھی تھی کہ آپ طبیعتاً شریف، شگفتہ مزاج واقع ہوئے تھے، تکلیفوں سے کبھی نہیں گھبرائے، بلکہ ہمیشہ طبیعت پر ظرافت کا جُز غالب رہا۔

سجاد حیدر یلدرم اپنے عہد کا گہرا ادراک رکھتے تھے۔ قوم پرستی کے جذبے سے سرشار تھے، یلدرم کی فکری اور تعمیری سوچ نے نہ صرف ہمارے معاشرے پر اثرات مرتب کیے بلکہ ادبی تحریکوں پر بھی ان اثرات کا عمل دخل جاری رہا۔ اپنے آپ کو گمنامی میں رکھنا پسند کرتے تھے، عام طور پر کوشش یہ کرتے کہ بے تکلف دوستوں میں وقت گذارا جائے۔ یلدرم کی شخصیت کا یہ روپ ہمیں بہت کم دوسرے انسانوں میں نظر آتا ہے۔

سجاد حیدر یلدرم کا زمانہ قدامت پرستی کا زمانہ تھا، افراد کے ذہنوں میں اُس وقت دو قسم کی سوچ موجود تھی، جو کچھ ہے، جیسے ہے، کی بنیاد پر معاشرتی و سماجی حالات میں تبدیلیوں کی مخالفت کی جارہی تھی، تو دوسری طرف حالات سے مقابلہ کرو اور نئی سوچ کے ساتھ نئی دنیا تلاش کرو، کی فکر بھی پروان چڑھ رہی تھی، یلدرم اِسی دوسری سوچ کے ایک نمائندہ کردار تھے، محبت کو فطرت کہتے تھے، لیکن سمجھتے تھے، ہندوستانی تھے، ہندوستان کی سرزمین زرخیز ہونے کہ باوجود ایک روایت پرست بھی ہے، اس ہندوستانی محبت کے عنصر کو ایک اجنبی سرزمین میں پیش کر کے سجاد حیدر یلدرم نے یہ ثابت کیا کہ زندگی کی نئی راہیں کس طرح تلاش کی جاسکتی ہیں، یلدرم نے اپنے افسانوں میں جذباتیت کے ساتھ ساتھ زندگی کے رکھ رکھاو اور پھر اس میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو حُسن وخوبی سے بیان کیا۔ افسانوں میں منظر نگاری ہو یا کردار نگاری یہاں تک کہ افسانوں میں جنسی موضوعات کا اظہار کچھ یوں خوبی سے کیا کہ بعد میں آنے والے افسانہ نگاروں نے اسی بنیاد پر اپنی اپنی عمارتیں قائم کیں۔

> "اردو افسانہ نگاری کے ابتدائی دور کا ایک بہت ہی اہم افسانہ جنس کے موضوع پر تھا گو اُسلوب کی بنا پر "خارستان وگلستان" اردو افسانے میں جنس کی روایت کو فروغ کا باعث نہ بن سکا۔ لیکن پھر بھی اسے اردو کا پہلا جنسی افسانہ قرار دیا جاسکتا ہے، اور یہ اعزاز کم نہیں۔"[4]

اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یلدرم کی سوچ کئی معنوں میں ہم سے آگے تھی، حُسن بیان کی اپنی ایک بڑی اہمیت ہے، چوں کہ علی گڑھ میں تعلیم پائی تھی اِس لیے زندگی کی تزئین کو سمجھتے تھے۔

سجاد حیدر یلدرم کی تحریروں [افسانوں] کو سو سال سے زیادہ ہو گیا۔ لیکن اگر ہم آج اُن کے افسانوں کو خاص طور پر موجودہ معاشرتی، سیاسی و سماجی حالات پیشِ نظر رکھتے ہوئے پڑھیں تو ہم یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں، کہ نہ صرف انہوں نے اپنی تاثیر برقرار رکھی ہے، بلکہ اِسی اعلیٰ مقام پر قائم ہیں کہ جس وقت یہ افسانہ اردو ادب کا حصہ بنے اور یہی اِن کی کامیابی کی ایک مضبوط اور توانا دلیل ہے۔

سجاد حیدر یلدرم اردو ادب کی افسانوی دنیا میں بہ حیثیت رومانوی ادیب میں سرِ فہرست ہیں۔ یلدرم نے اپنی رومانیت کے سفر کو دھیما پن دیا۔ اُن کا اسلوب اور اندازِ تحریر میں زندگی کے حقائق سے پردہ پوشی نہیں ہے، کیوں کہ اُن کو معلوم تھا کہ ادب اور زندگی دونوں لازم وملزوم ہیں۔ یلدرم زندگی کی تلخیوں کو اپنی رومانیت کے ذریعے تعمیر و ترقی میں ڈھال دینا چاہتے تھے۔ سجاد حیدر یلدرم نے اپنے افسانوں میں عقل کے مقابلے میں تخیل پر زور دیا، نئے لب ولہجے سے آشنائی دی، اور اس طرزِ انداز میں وہ بہت کامیاب بھی رہے۔ رومان پسند ہونے کے باوجود سماجی حقائق سے انحراف نہیں کیا، یوں اصلاح اور فن کے پہلو کو نقصان پہنچائے بغیر یلدرم نے زندگی کے پس منظر کو پیش کیا۔ سجاد حیدر یلدرم کے افسانوں میں واقعہ نگاری کی ضرور کمی محسوس ہوتی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ افسانہ کا بالکل ابتدائی زمانہ تھا۔ سجاد حیدر یلدرم نے ایک فکری اور فلسفیانہ زبان افسانے کو عطا کی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

ڈاکٹر انوار احمد لکھتے ہیں:

"عورت کی مظلومیت، تعلیم، ایثار اور استقامت کے ساتھ اس کی مزاحمت، سماجی تضادات، نفسیاتی الجھنوں اور مصنوعی حد بندیوں کے علاوہ یلدرم کے افسانوں میں حریت پسندی اور حب الوطنی بھی موضوع بنتی ہے۔ ان افسانوں میں ایسی مائیں بھی ہیں، جو قومی مفادات کو خطرے میں دیکھ کر اپنے بیٹوں کی قربانی سے گریز نہیں کرتیں، اس عہد کو دیکھ کر سیاسی اور سماجی تناظر میں یلدرم کے اُن افسانوں کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔"[5]

اپنے ذہن کے فکری رویوں کو اپنی زندگی سے ہم آہنگ کرنا حقیقت پسندی کے زمرے میں آئے گا۔ ایسے افراد جوان دو عناصر میں ربط و توازن کو قائم رکھتے ہیں، وہ کسی بھی معاشرے کی سماجی، سیاسی اور معاشی یہاں تک کے اُس علاقے کی مذہبی سطحوں کو نہ صرف بہتر طور پر جان پاتے ہیں، بلکہ افراد میں اچھے عمل کی بیداری کا بھی باعث بنتے ہیں۔

حقیقت پسندی کے کئی روپ ہوتے ہیں، چونکہ ہم یلدرم کو رومانوی اُسلوب کا نمائندہ افسانہ نگار قرار دیتے ہیں، اِس لیے یلدرم کی رومانیت میں ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کون سے اجزاء ہیں کہ جس نے یلدرم کو حقیقت پسندی سے دور نہ جانے دیا۔

سجاد حیدر یلدرم نہ صرف ایک باشعور اور کھُلے ذہن کے مالک تھے، بلکہ وہ جانتے تھے کہ زندگی کو اسی زندگی کے روپ میں ہی دیکھنا چاہیئے۔ یہ ایک بنیادی جُز تھا۔ یلدرم کی شخصیت میں اور اُن کی سوچ میں کہ جس نے یلدرم کو حقیقت پسندی کا رُخ دکھایا۔ وقت کی سب سے اچھی ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ یکساں ہوتے ہوئے بھی اپنے اندر تغیر و تبدیلی کی خصوصیت رکھتا ہے۔ اِس لیے بظاہر نظر نہ آنے والی تبدیلی کبھی کبھار اچانک کسی بڑے معاشرتی، سیاسی اور معاشرتی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ سجاد حیدر یلدرم کا عہد، اسی تبدیلی کا سامنا کر رہا تھا۔ جہاں ایک طرف مذہبی اقدار و اخلاقی معیار میں فرق آرہا تھا تو دوسری طرف نہ صرف سیاسی و معاشی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا تو کچھ نئے ذہن اور نئی سوچ کے حامل نوجوان نسل ان سب تبدیلیوں کو ایک قدرتی عمل کے ذریعے نہ صرف قبول کر رہی تھی، بلکہ ایک نئی اور جُداگانہ دنیا بسانے کا بھی سوچ رہی تھی۔ اِس نئے طرزِ احساس نے یلدرم کو بھی بہت متاثر کیا تھا اور وہ بھی سمجھنے لگے تھے کہ اگر انسان خود کو توازن کے دائرہ میں رکھ لے تو کبھی بھی اس تبدیلی کو نہ صرف قبول کر سکتا ہے، بلکہ مثبت رویوں کی بدولت ایک خوبصورت دنیا بسا سکتا ہے، اور یہی زندگی کی ایک اصل حقیقت ہے۔

سجاد حیدر یلدرم کے افسانوں میں حقیقت نے جو رُخ اختیار کیا، اس میں ہم نے جہاں ایک طرف انسانی جبلتوں اور نفسیات کے مختلف روپ دیکھے وہیں پر وقت کے تقاضوں کو محسوس کرنے کا رجحان بھی مِلا۔ افسانہ "ازدواجِ محبت" کے لیے ڈاکٹر محمد عالم خان کا یہ کہنا ہی کافی ہے کہ:

"سجاد حیدر یلدرم نے ایک روشن خیال ادیب ہونے کے ناطے سے اعلیٰ انسانی اخلاق واقدار کے فروغ کی سعی کی ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ "ازدواجِ محبت" حقیقت اور رومان کا ایک امتزاج ہے۔ علاوہ ازیں ایک اہم معاشرتی مقصد کے جذبے کو اُبھارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔"[6]

سجاد حیدر یلدرم کے افسانوں میں فکری سوچ کے ساتھ ساتھ اُس حقیقت پسندی کا رجحان موجود ہے جو اگرچہ انسان کو خواب وخیالات کی دنیا میں تو ضرور لے جاتا ہے، لیکن اپنے ہونے کے مقصد کو بھولنے نہیں دیتا۔

سجاد حیدر یلدرم نے رومانیت کو زندگی کی اُس حقیقت میں دیکھا جہاں فرد تخیل کی دنیا میں ہوتے ہوئے بھی، معاشرے سے رو گردانی نہیں کر سکتا۔ یلدرم کی حقیقت پسندی رومانیت کے امتزاج سے مل کر بنی ہے، کہ زندگی میں انسان خوبصورتی اور رعنائیوں سے کسی طور پر انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اِس اندازِ فکر نے ہماری سوچ کو نئے زاویے دیئے، انسان خواب دیکھتا ہے، لیکن اس کے خواب اس فرد کی زندگی سے وابستہ ہوتے ہیں، جو یہ خواب دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اور یہ زندگی خود ایک حقیقت ہے۔ اسی طرح یلدرم کی افسانوی زندگی ہمیں اپنی پوری رنگینی کے باوجود مادی زندگی کی حقیقتوں کا شعور رکھتی ہوئی نظر آتی ہے۔

اردو ادب میں رومانوی ادیبوں کی جب بھی ہم بات کریں گے تو سجاد حیدر یلدرم کا نام ہمیشہ سرِ فہرست آئے گا، طبعاً آزادی پسند تھے۔ یلدرم کا شعور اِس جانب راغب تھا کہ رومانوی عنصر کو خود غرضی اور ہوس زدہ معاشرے کی بھینٹ نہیں پڑنا چاہیئے۔ بلکہ اسے فطرت کے قانون کے مطابق ڈھال دینا چاہیئے۔ سجاد حیدر یلدرم کی افسانہ نگاری میں جہاں ایک طرف ہمیں حُسن و محبت کے رنگ دکھائی دیتے ہیں وہیں پر رومانوی جذبوں کا اظہار کچھ اس خوبصورتی سے پیش کیا ہے کہ وہ انسانی فطرت کے عین مطابق نظر آتی ہے۔

"یلدرم نے بڑی باریک بینی سے انسانی جبلت اور نفسیات کا مشاہدہ کیا۔ وہ چوں کہ بنیادی طور پر رمانوی تھے، ادب کو ذہنی خط کا ذریعہ سمجھتے تھے، اسی لیے اِن کے افسانوں میں منظر نگاری کی خوبصورت مثالیں موجود ہیں۔"[7]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

سجاد حیدر یلدرم ایک منجھے ہوئےَ ادیب ہیں، اسی لیے اُن کے قلم میں گہرے احساسات و جذبات پائے جاتے ہیں، محبت کی پہچان یہ ہے کہ اسے تمام مادی وسائل پر فوقیت دی جِائے اور یہی اس کی سچائی ہے۔

سجاد حیدر یلدرم ایک منجھے ہوئے ادیب ہیں، اسی لیے اُن کے قلم میں گہرے احساسات و جذبات پائے جاتے ہیں، محبت کی پہچان یہ ہے کہ اسے تمام مادی وسائل پر فوقیت دی جائے، اور یہی اس کی سچائی ہے۔اِس حقیقت کو یلدرم نے اس قدر خوبصورت اور حسین انداز میں پیش کیا کہ ہر وہ فرد جو ذرا سی جمالیاتی حِس رکھتا ہو، اس حقیقی مسرت سے لطف اندوز ہونا پسند کرے گا۔ یلدرم اِس بات سے آشنا تھے کہ عورت کائنات کا ایک ایسا پَر تو ہے کہ جس کی بدولت ہم فطرت کی رنگینیوں سے آشنائی حاصل کرتے ہیں، اور یہ وہ مرکزی نقطہ ہوتا ہے کہ جس کی بنیاد بنا کر رومانیت کا آغاز کیا جاتا ہے۔

سجاد حیدر یلدرم اِس بات سے آشنا تھے کہ عورت کائنات کا ایک ایسا پر تو ہے، کہ جس کی بدولت ہم فطرت کی رنگینیوں سے آشنائی حاصل کرتے ہیں، اور یہ وہ مرکزی نقطہ ہوتا ہے کہ جس کو بنیاد بنا کر رومانیت کا آغاز کیا جاتا ہے۔ یلدرم کی تحریروں میں رومانیت اور جمالیاتی حُسن کو کچھ اِس انداز سے اکھٹا کیا گیا ہے کہ ہمیں کس بھی قسم کا بوجھل پن کا احساس نہیں ہوتا۔

"عورت میں حُسن نہ ہوتا، تو مرد میں جُرات اور عالی حوصلگی نہ ہوتی، مرد میں عالی حوصلگی نہ ہوتی، تو عورت کی خوبصورتی و دلبری رائیگاں جاتی۔"[8]

سجاد حیدر یلدرم کے رمانیت پسند افسانوں میں ہم نے دیکھا کی جہاں ایک طرف انفرادیت کا پہلو نمایاں ہے تو دوسری جانب جذباتی کشمکش کا دورہ بھی موجود ہے، لیکن سب باتوں کے باوجود یلدرم نے رمانیت میں مناظرِ فطرت کی تصویر کشی کی ہے۔ وہ قابل تعریف ہے۔ جذبات و احساسات میں فرد کو بہہ جانے نہیں دیا، بلکہ اس کی شخصیت کو نمایاں رکھا۔ سماجی بندشیں اور رسم و رواج سے بیزار یلدرم نے فرد کو ان وادیوں میں پناہ دی جس کا یلدرم کا معاشرہ انکاری تھا غرض یلدرم کی رمانیت میں فطرت اپنی تمام تر خوبصورتیوں کے ساتھ موجود ہے۔

ایک انسانی زندگی مختلف واقعات کا مجموعہ ہوتی ہے، اور یہ واقعات اور ان کے اثرات انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں، اب یہ واقعات پر انحصار ہوتا ہے کہ وہ انسانی زندگی پر کس حد تک متاثر ہوتے ہیں۔ واقعات اچھے بھی ہوتے ہیں، اور برے بھی اچھے واقعات انسانی زندگی پر اچھے اور بُرے واقعات بُرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اِن ہی واقعات کا مرکب انسانی شخصیت کہلاتی ہے۔ زمانے کی تبدیلی جہاں ایک طرف اپنے ساتھ معاشرے کے عروج و زوال کا باعث بنتی ہے تو دوسری جانب فرد کی سوچ اور پھر اس کا عمل اس تغیر کے باعث ضرور متاثر ہوتا ہے۔ یہ نشیب و فراز کا عمل وقت کی اس لہر کو پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے، جو اپنے اندر امکانات کی ایک وسیع دنیا چھپائے ہوئے ہوتی ہے۔ اسی امکانات کی رو میں سجاد حیدر یلدرم کا زمانہ پایا جاتا ہے۔ اقتصادی، معاشی، معاشرتی اور پھر اِس کے ساتھ ساتھ مذہبی و اخلاقی قدریں تبدیلی کی جانب گامزن تھیں، کہ جس کے بدولت کچھ نئے ذہن ان تبدیلیوں کو اپنی دبی ہوئی آرزوؤں اور اپنے دل میں چھپی ہوئی تمنا کے ساتھ متاثر ہو رہے تھے۔ اس تبدیل ہوتے ہوئے معاشرے کے منظر نامے میں عمل سے زیادہ سوچ کا دخل زیادہ تھا، کہ کچھ ان دیکھی قوتیں اور معاشرتی دباؤ ان کے راستے میں رکاوٹ ڈال رہے تھے۔ قدیم و جدید کا یہ ٹکراؤ پورے ہندوستانی معاشرے کو ہلا رہا تھا۔ جہاں ایک طرف اس ٹکراؤ نے ایک نئے طرزِ فکر اور ایک نئے طرزِ احساس کو جنم دینے کا عمل شروع کیا، وہیں پر کھوکھلا ہوتا ہوا معاشرہ اپنے اندر ایک خوف اور ایک کرب کو لیے تیزی سے زوال پذیر ہو رہا تھا۔ اس پورے دائرہ عمل میں جس چیز نے اپنی پوری قوت کے ساتھ متاثر کیا وہ، "امید اور ناامید" کہ لہر تھی اور "کسک" کی یہ تصویر فرد کو زندگی کی شدت اور اس کا احساس یاد دلاتی ہے۔

"میں نے اِس دنیا میں، آرام نہ دیکھا، تکلیف اور درد میری قسمت میں تھا، گھلنا ٹکڑے ہو جانا میرے نصیب میں تھا۔ اس وسیع دنیا میں ہر شئے عیش میں ہے اور نہیں ہوں تو میں، وجہ اس کی کیا ہے؟ یہی کہ اور جتنی چیزیں ہیں وہ اُس چیز سے [اُسے نعمت کہوں یا مصیبت] بری ہیں، جس سے میرے رگ و ریشہ کی ساخت ہے، یعنی میں متجسس ہوں، وہ نہیں ہیں۔"[9]

سجاد حیدر یلدرم کا افسانہ "خارستان و گلستان" اور "ازدواجِ محبت" ان افسانوں میں اس تنگ نظری اور تعصب کے ساتھ ساتھ اس قدامت پرستی کی بھی مخالفت موجود ہے۔ جو اُس وقت ہندوستان کے پورے معاشرے پر چھائی ہوئی تھی۔ "نسرین نوش" کا ایک وجود کو چاہے جانے کی طلب اور "ازدواجِ محبت" میں دیکھے ہوئے وجود کی طلب اس طلب کی نشاندہی کرتی ہے کہ بعض دفعہ کسی وجود کو ذہنی طور پر طلب کرنا کہ اپنی جسمانی یا فطری وجود کو مکمل کریں، ان دونوں کے درمیانی وقت یا فاصلے کی کرب "امید اور ناامید" کا سفر کہلائے گا۔

انسان جب خود سے منسلک افراد کے رویوں، احساسات، برتاؤ سے غیر محسوس طریقے سے جب الجھن محسوس کرنے لگتا ہے۔ تو وہ خود کو ایک ایسی ڈور میں بندھا ہوا پاتا ہے۔ جہاں پر اس کی ذات کی نفی ہونے لگ جاتی ہے۔ ایسی صورتِ حال کا حامل فرد ایک ایسی اذیت سے دوچار رہتا ہے، جسے ہم "امید اور ناامید" کی اذیت کا نام دیتے ہیں۔ یلدرم کے افسانے

"نکاحِ ثانی"، "اگر میں صحرا نشیں ہوتا"، "سیل زمانہ "اور" سودائے سنگین"، ایسے افسانے ہیں جہاں کردار ایک جانب معاشرے کے اُصول وضوابط کے تابع بھی نظر آتے ہیں تو دوسری جانب نفسیاتی کشمکش کا شکار بھی ہیں۔ ذہنی انتشار میں مبتلا فرازز[سودائے سنگین] ایک فرضی خیال کے تحت محبوبہ کی روح کو فضیلت کا درجہ دیتا ہے، یہ فرضی خیال بھی ایک ذہنی انتشار کا سبب ہی ہوتا ہے۔ افسانہ "سیلِ زمانہ "وقت کے ہاتھوں ماضی کی ایک ایسی تصویر کہ جہاں یادوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ موجود ہے۔ وقت کے ہاتھوں ہر شے فنا کی جانب گامزن ہے، خود کو وقت کے ہاتھوں سر تسلیم خم کر دینا خیالات کی روانی میں حزن والم ایک ایسی دنیا میں لے جاتا ہے۔ جہاں فرد ایک روحانی کرب سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح افسانہ "اگر میں صحرا نشین ہوتا" صحرا نشینی کی خواہش جہاں ایک طرف فطرت کی جانب خود کو موڑنا ہے۔ تو دوسری طرف اِس اذیت اور کرب سے خود کو بچانا ہے، کہ جہاں آج کا انسان معاشرتی بے اعتدالیوں سے تنگ آگیا ہے۔ یوں فرد خود بہ خود خارجی وداخلی کیفیات کے ٹکراؤ کا شکار ہو جاتا ہے، اور اس ٹکراؤ سے جو داس فضا جنم لیتی ہے۔ وہ "امید اور ناامید" کے درمیان فرد کو لے آتی ہے۔ افسانہ "نکاحِ ثانی" اُس معاشرتی المیے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ازدواجی زندگی کی تلخیاں جو تقریباً ہر گھر میں موجود ہیں۔ اپنی نفسیاتی الجھنوں کے ساتھ اور برداشت کی طاقت رکھتے ہوئے عورت کا کردار جس طرح پیش کیا ہے اور پھر وہ درمیانی وقفہ کہ جب عورت اپنے خاوند کی واپسی کی رہ دیکھ رہی ہو، "کسک" کی وہ لہر ہے جس میں جلنا ہر ایک کا ممکن نہیں۔ مجموعی طور پر ہم ان افسانوں میں "کسک" کی اس حقیقت کو جان پائے ہیں کہ اگرچہ انسان کا "امید اور ناامید" کا ارتقائی سفر ہے، لیکن اس کے ساتھ جہاں ایک طرف طرزِ احساس اپنی پوری شدت کے ساتھ موجود ہے اور دوسری جانب نئی سماجی ومعاشرتی تبدیلیوں کا گہرا شعور بھی ہے۔

جس طرح ایک عمارت کی بنیاد سجاد حیدر یلدرم نے ہی فراہم کی۔ محبت کے جذبے کو افسانوی رنگ نہیں دیا، بلکہ اسے زندگی کی حقیقت سمجھتے ہوئے اسے ایک ایسی زمین مہیا کی کہ جہاں رویت پرستی کا سایہ تک نہ پڑے، کیوں کہ تغیرِ زمانہ کو سمجھتے ہوئے زندگی کی نئی نئی راہوں کا تلاش ہمیشہ سے رہی۔ یہ ان ہی کی خوبی تھی کہ سماجی، معاشرتی اور سیاسی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہ صرف تاثیر برقرار رکھی بلکہ اسے تزئین کا پہلو بھی دیا، یوں ان کے افسانے ایک کامیاب دلیل کے طور پر سامنے آئے۔

حوالہ جات:

۱۔ محمد عالم خان، ڈاکٹر، اردو افسانے میں رومانی رجحانات، س ن، علم وعرفان پبلیشرز، لاہور، ص ۱۵۰، ۱۶۶۔

۲۔ سجاد حیدر یلدرم، خیالستان، مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ، س ن، دانیال پبلیشرز، لاہور، ص ۵۰۔

۳۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی مطالعہ: افسانہ اور افسانہ نگار، ۱۹۹۱ء، سنگِ میل پبلیکیشنز، لاہور، ص ۹۰۔

۴۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی مطالعہ: افسانہ اور افسانہ نگار: اردو کا پہلا جنسی افسانہ، ۱۹۹۱ء، سنگِ میل پبلیکیشنز، لاہور، ص ۹۸۔

۵۔ انوار احمد، ڈاکٹر، اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ: سجاد حیدر یلدرم جدید ترکیہ کا شیدائی، ۲۰۰۷ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ص ۴۷، ۴۸۔

۶۔ محمد عالم خان، ڈاکٹر، اردو افسانے میں رومانی رجحانات، س ن، علم وعرفان پبلیشرز، لاہور، ص ۱۳۶۔

۷۔ صباحت مشتاق، اردو افسانے میں اسلوب کا تنوع، ۲۰۰۴ء، ص ۹۰۔

۸۔ سجاد حیدر یلدرم، خیالستان، خارستان وگلستان، س ن، دانیال پبلیکیشنز، لاہور، ص ۱۱۰۔

۹۔ سجاد حیدر یلدرم، خیالستان، حضرتِ دل کی سوانح عمری، س ن، دانیال پبلیکیشنز، لاہور۔ ص ۱۱۵۔